QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

عصمتِ انبیاء اور سلطان محمد پال کے نظریات کا تحقیقی جائزہ

AN ANALYTICAL STUDY OF IRREPROACHABILITY OF THE PROPHETS AND SULTAN MUHAMMAD PAUL’S THOUGHTS

Dr. Syed Toqeer Abbas
Principal Govt. High School Lakhodair Lahore Cantt
Email: toqeerlakhodair@gmail.com
Dr. Muhammad Riaz
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
Green International University, Lahore
Email: dr.riaz@giu.edu.pk, prof.riaz786@gmail.com

Abstract
This research article examines the claim put forth by Christian writers, particularly Sulṭān Paul, regarding the alleged fallibility of the Prophets as mentioned in the Qur’ān and ḥadīth. Sulṭān Paul was among the apostates of the Indian subcontinent who abandoned Islam, embraced Christianity, and later produced polemical writings against Islam. His objections largely revolve around Qur’ānic verses and Prophetic traditions, which he interpreted to question the irreproachability of the Prophets. The Islamic perspective on the purity and infallibility of Prophets is clarified by emphasizing that Qur’ānic references as their errors are not accounts of sins, but rather divinely intended lessons for the moral and spiritual education of humankind. The example of Adam and Eve highlights the importance of repentance and God’s mercy, while the prayers of Prophets, including those of Abraham and the Holy Prophet Muḥammad (ﷺ), are explained as expressions of humility and models of supplication for their followers, not admissions of sin.

Keywords: *Sulṭān Paul, Fallibility of the Prophets, Irreproachability of the Prophets, The Holy Qur’ān and The Bible*

سلطان محمد پال: ایک مختصر تعارف

سلطان محمد پال کا شمار برّصغیر کے مسلم مناظرین میں ہوتا تھا۔ عیسائیت اختیار کرنے سے قبل طویل عرصے تک اُنہوں نے عیسائی علماء کے ساتھ کئی مناظرے کیے۔ اپنی علمی صلاحیتوں کی بنا پر وہ بعد میں عیسائی برادری میں ایک نمایاں مقرر کے طور پر ابھرے۔ اُن کی پیدائش 1881ء میں ایک افغان فوجی کرنل پائندہ خان کے گھر ہوئی۔ جب امیر عبد الرحمٰن خان اقتدار میں آئے تو سلطان کے والد اور چچا سمیت کئی اہلِ خانہ کو قید کر لیا گیا۔ ان میں سے بعض کو سزائے موت دی گئی اور بعض کو جلاوطن کیا گیا۔ سلطان پال اور ان کی والدہ ہندوستان آ گئے اور مستقل طور پر دہلی میں مقیم ہو گئے جہاں انہوں نے مشہور مذہبی درسگاہ فتح پوری مدرسہ میں اسلامی علوم حاصل کیے۔ انہوں نے حدیث و تفسیر کے علاوہ منطق و علم الکلام کی تعلیم مولانا عبد الجلال اور مولانا فتح محمد خان سے حاصل کی۔ بعد ازاں لاہور کے فورمین کرسچن کالج (F. C. College) میں ملازمت اختیار کی اور کافی عرصہ وہاں عربی کے پروفیسر بھی رہے۔

عیسائیوں کے ساتھ مناظرے کا آغاز سلطان پال نے اپنے مدرسے کے زمانۂ طالب علمی میں کیا۔ یہ وہ وقت تھا جب برّصغیر میں عیسائی مشنریوں کو سرکاری سطح پر اپنے مذہب کی تبلیغ کی اجازت تھی اور پادری عوامی مقامات پر کھلے عام عیسائیت کی تبلیغ کرتے اور اسلامی عقائد کو چیلنج کرتے تھے۔ سلطان پال باقاعدگی سے ان مباحثوں میں حصہ لینے لگے۔ جب یہ سلسلہ آگے بڑھا تو چرچ مشنری سوسائٹی نے ان کے لیے ایک لائبریری قائم کر دی۔ دوسری طرف سلطان پال نے اپنے چند

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

رفقاء کے ساتھ مل کر "ندوۃ المتکلمین" کے نام سے ایک انجمن قائم کی جس کا مقصد نوجوان مسلمانوں کو عیسائیت کے مقابلے کے لیے تیار کرنا تھا۔ یہ ادارہ مختلف اوقات میں مذہبی نشستیں منعقد کرتا جن میں عیسائیوں اور ہندوؤں کی جانب سے اسلام پر کیے گئے اعتراضات کا جواب مسلمان مناظرین دیتے تھے۔

اسی انجمن کے ایک اجلاس میں سلطان پال کا مناظرہ منشی منصور مسیح سے ہوا جس نے اعتراض کیا کہ اسلام میں نجات کا کوئی تصور نہیں ہے اور اس پر دلائل دیے۔ اگرچہ سلطان پال نے ان کے دلائل کا رد کیا لیکن وہ اپنی کارکردگی سے مطمئن نہ ہو سکا۔ چنانچہ اس نے نجات کے مسئلے کی تحقیق شروع کی اور بالآخر یہ تحقیق اس کے ارتداد پر منتج ہوئی۔ چنانچہ 1903ء میں بمبئی کے سینٹ پال چرچ میں پادری کینن کے ہاتھ پر بپتسمہ لے کر عیسائیت اختیار کر لی۔

عیسائیت قبول کرنے کے بعد سلطان پال نے نہ صرف مسلمانوں بلکہ ہندوؤں سے بھی متعدد مناظرے کیے اور برّصغیر میں ایک مشہور عیسائی مناظر کے طور پر شہرت حاصل کی۔ اس نے عیسائیت کے دفاع اور اسلام و دیگر مذاہب کے رد میں متعدد تصانیف بھی شائع کیں۔ اسلام پر سلطان پال نے جو سوالات اٹھائے اُن میں انبیاء کرام کی عفت وطہارت کے حوالے سے بھی اعتراضات شامل ہیں۔ اُس کا یہ دعوٰی ہے کہ حضرت عیسیٰ مسیح کے سوا تمام انسان (چاہے عام لوگ ہوں یا انبیاء) گناہگار ہیں حتی کہ خود پیغمبرِ اسلام بھی (معاذ اللہ)۔ لہٰذا اس مختصر مقالہ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی عِصمت کے متعلق سلطان پال کے خیالات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

خدا کا مجسم تصور اور عیسٰی مسیح

اپنے دعوٰی کو ثابت کرنے کے لئے سلطان پال عیسٰی مسیح کے کامل مظہر خدا ہونے کا تصور پیش کرتا ہے۔ اُس کا نقطۂ نظر اس بنیاد پر قائم ہے کہ خدا کا ظہور صرف ایک ایسے کامل انسان کی صورت میں ہو سکتا ہے جس میں آفاقی، فطری اور تمام انسانی اوصاف موجود ہوں۔ وہ ایک طرف کامل انسان ہو اور دوسری طرف کامل خدا جو بیک وقت خدا کی طرح بھی اور انسانوں کی طرح بھی کام کرے۔[1] وہ بطور دلیل مولانا جامی اور علامہ عبدالکریم جیلانی کو نقل کرتا ہے جن کے نزدیک کامل تجلی دراصل کامل انسان ہی ہے جو نہ صرف خالق اور مخلوق کے درمیان وسیلہ ہے بلکہ صفاتِ الوہیہ کا مظہر بھی ہے۔ وہ خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہے اور اسی کے ذریعہ خدا کا فیض تمام مخلوقات تک پہنچتا ہے۔ یہی وہ سبب ہے جس کے باعث تمام مخلوقات کا وجود باقی ہے۔ پس کامل انسان دراصل خدا کی کامل تجلی ہے۔[2] مزید برآں، سلطان پال نے اپنے تصور کو سائنسی بنیادوں پر مضبوط کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس نے ایک معیار قائم کیا کہ خدا کے ظہور کی تین تجلیات ہیں: روحانی، عنصری اور انعکاسی۔ اُس کا دعویٰ ہے کہ یہ تینوں تجلیات صرف اور صرف حضرت عیسٰی مسیح میں پائی جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں، نئے عہد نامے میں انہی معیارات کی روشنی میں حضرت عیسٰی مسیح کے مرتبۂ کمال اور عفت وطہارت کو ثابت کیا گیا ہے لیکن، اُس کے بقول، قرآنِ مجید میں ایک بھی آیت ایسی نہیں ملتی جو حضور اکرم ﷺ کے مرتبۂ کمال اور مظہریت پر دلالت کرتی ہو۔[3]

اس ضمن میں سب سے پہلے اُن دلائل پر غور کرنے کی ضرورت ہے جو سلطان پال نے پیش کیے ہیں تاکہ دیکھا جا سکے کہ آیا نیا عہد نامہ واقعی حضرت عیسٰی مسیح کے مرتبۂ کمال اور عِصمت کو ثابت کرتا ہے یا نہیں۔

خدا کا مجسم تصور اور بائبل کی آراء

سلطان کے دعوے کے مطابق کامل مظہر میں دونوں اوصاف پائے جاتے ہیں: الوہی بھی اور انسانی بھی۔ نئے عہد نامے سے جو آیات سلطان نے اپنے موقف کے اثبات میں پیش کی ہیں، وہ درج ذیل ہیں؛

میرا یقین کرو کہ مَیں باپ میں ہُوں اور باپ مُجھ مَیں۔ نہیں تو میرے کاموں ہی کے سبب سے میرا یقین کرو۔[4]

اس آیت کے جواب میں اگلا جملہ دیکھا جائے جس میں حضرت عیسٰی مسیح نے فرمایا کہ جو کوئی ان پر ایمان لائے گا وہ ان کے بعد ان سے بھی بڑے کام انجام دے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد کے دور میں ان کے پیروکار ان معجزات سے بھی بڑے معجزات ظاہر کریں گے جو حضرت عیسٰی نے انجام دیے تھے۔[5] بھلا کوئی شخص

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

حضرت عیسیٰ سے بڑھ کر معجزات کیسے دکھا سکتا ہے؟ اگر کوئی ایسا کرنے پر قادر ہے تو پھر اسے حضرت عیسیٰ کی بجائے خدا کا مجسم مظہر تسلیم کیا جانا چاہیے۔ چنانچہ، اس آیت کے ساتھ ہی حضرت عیسیٰ کا مرتبۂ کمال اور ان کی مظہریت دونوں ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد سلطان درج ذیل آیت پیش کر تا ہے؛

مَیں اور باپ ایک ہیں۔[6]

سلطان اس آیت سے استدلال کرتا ہے کہ بائبل حضرت عیسیٰ مسیح کے مرتبۂ کمال اور ان کی مظہریت کو بیان کرتی ہے، لہٰذا دونوں ایک ہیں اور خدا اور عیسیٰ کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ کیا واقعی ان آیات کا یہی مفہوم ہے؟ یہودیوں کے نزدیک اس طرح کا دعویٰ کفر تھا اسی لیے اُنہوں نے حضرت عیسیٰ کو سنگسار کرنے کی کوشش کی کیونکہ عہدِ نامہ قدیم میں اس کی یہی سزا بیان کی گئی ہے۔[7]

مظہرِ خدا اور مخلوقِ خدا

یہ نکتہ ذہن نشین رہنا چاہیے کہ ہر مخلوق، خواہ وہ کوئی بھی ہو اور جیسی بھی ہو، اپنے خالق کا مظہر ہے۔ سلطان کے قائم کردہ معیار کے مطابق کامل مظہر صرف وہی ہو سکتا ہے جس میں خدائی صفات پوری طرح جلوہ گر ہوں۔ کیا واقعی حضرت عیسیٰ مسیح میں اللہ کی تمام صفات ظاہر ہوئیں؟ یہاں ہم یہ بات واضح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کو انبیاء کے علاوہ دیگر مخلوقات میں بھی ظاہر فرما سکتا ہے۔ مثال کے طور پر جب حضرت موسیٰ سے کوہِ طور پر کلام ہوا تو ایک درخت میں لگی ہوئی آگ سے آواز آئی جسے قرآن اور بائبل دونوں نے بیان کیا ہے۔[8] آگ کے علاوہ یہ بھی مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بادلوں کے ذریعے بھی آواز دی اور کلام فرمایا۔[9] "بائبل کی ان آیات میں صرف اللہ تعالیٰ کی صفتِ کلام کا ذکر ہے جس کے لیے اُس نے حضرت موسیٰ سے کلام کرنے کے واسطے درخت، آگ اور بادل کو ذریعہ بنایا۔ بائبل یہاں تک بیان کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تجلّی کو آگ اور بادلوں کے ذریعے بھی ظاہر فرمایا۔ چناچہ کتابِ خروج میں مذکور ہے؛

اور رات کے پچھلے پہر خداوند نے آگ اور بادل کے ستون میں سے مصریوں کے لشکر پر نظر کی اور اُنکے لشکر کو گھبرا دیا۔[10]

پس بائبل کی یہ آیات اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ خداوند تعالیٰ اپنی صفات کو آگ، درخت، بادل یا کسی بھی مخلوق کے ذریعے ظاہر فرما سکتا ہے نہ کہ محض کسی نبی کے واسطے۔ لیکن جہاں تک حضرت عیسیٰ مسیح کا تعلق ہے تو وہ ایک انسان اور رسول کی حیثیت سے ممتاز ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ کو اس بنا پر کامل مظہر سمجھا جائے کہ ان کی پیدائش بغیر والد کے ہوئی تو پھر حضرت آدم علیہ السلام کو ان سے بھی بڑا مظہر قرار دینا چاہیے کیونکہ ان کی پیدائش نہ ماں سے ہوئی اور نہ ہی باپ سے جیسا کہ قرآن و بائبل دونوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔[11] مزید برآں، حضرت آدم کی تخلیق کے بارے میں قرآنِ کریم میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور بائبل میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ خدا نے انہیں اپنی ہی صورت پر تخلیق کیا۔[12] کیا عہد نامہ جدید میں حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا ذکر اسی انداز میں کیا گیا ہے؟ چاروں اناجیل میں سے صرف انجیل لوقا میں حضرت عیسیٰ کی ولادت کا تفصیلی بیان ملتا ہے اور قرآنِ کریم میں بھی تقریباً انہی الفاظ میں اس کا ذکر موجود ہے۔[13] اس مرحلے پر قرآن یہ بیان کرتا ہے کہ اس کا نام عیسیٰ مسیح ابنِ مریم ہو گا۔[14]

قرآن اور بائبل کی آیات کا تقابلی جائزہ لینے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ آدم اور عیسیٰ علیہما السلام کی پیدائش میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ ایک پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام میں براہِ راست اپنی روح پھونکی جب کہ عیسیٰ مسیح کے معاملے میں اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کی طرف فرشتہ بھیجا۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے دستِ قدرت سے نہایت محبت کے ساتھ پیدا کیا جب کہ عیسیٰ مسیح تمام انسانوں کی طرح پیدا ہوئے۔ اگر صرف بغیر باپ کے پیدا ہونے کی بنیاد پر حضرت عیسیٰ مسیح کو کامل مظہرِ خدا قرار دیا جائے تو بائبل کی رو سے حضرت حوّا کو بھی کامل مظہر ماننا پڑے گا کیونکہ ان کو عورت کے بغیر آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا گیا جیسا کہ بائبل میں مذکور ہے۔[15]

اگر حضرت عیسیٰ مسیح کو اس وجہ سے کامل مظہرِ خدا قرار دیا جائے کہ اُنہیں مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت عطا ہوئی تھی تو قرآن یہ بھی بیان کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی پرندوں کو زندہ کیا تھا۔[16] لیکن مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کبھی الوہیت کا درجہ نہیں دیتے بلکہ وہ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

کہ مردوں کو زندہ کرنے کی صفت دراصل اللہ ہی کی قدرت ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے ظاہر ہوئی۔ حضرت عیسیٰ مسیح کے معجزات کو مسیحیوں نے غلط طور پر سمجھا اور اسی بنیاد پر اُنہیں واحد مجسم خدا قرار دے دیا۔ اسلام میں ایسا نہیں ہے۔ مسلمان نہ صرف رسولِ اکرم ﷺ کے معجزات پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ سابقہ انبیاء کے معجزات کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ تاہم وہ انہیں صرف تقربِ الٰہی کا وسیلہ سمجھتے ہیں خدا کا جزو نہیں، جیسا کہ عیسائی عقیدہ رکھتا ہے۔

انسانی اعمال سے متعلق مغالطہ

انسانی اعمال کے معاملے میں سلطان پال کو اسلام کے بارے میں بڑی غلط فہمی لاحق ہے۔ اُس کا خیال ہے کہ اسلام نیک اعمال پر تو حد درجہ زور دیتا ہے لیکن کسی بھی صورت میں گناہوں کو معاف ہرگز نہیں کرتا۔ وہ لکھتا ہے۔

> "قرآن شریف کا مطالعہ کرنے سے جو بات مجھ کو اس سے قبل معلوم تھی وہی بات اب بھی ثابت ہوئی یعنی یہ کہ نجات کا ملنا صرف اعمال صالحہ پر موقوف ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم سے نیکی ہی سرزد ہوتی جائے اور کسی قسم کی بدی ہم سے سرزد نہ ہو؟ کیا انسان میں ایسی طاقت ہے؟"[17]

جہاں تک نیک اعمال کا تعلق ہے، دنیا کا ہر مذہب اپنے پیروکاروں کو حسنِ اخلاق اور اچھے اعمال کی تعلیم دیتا ہے۔ حتیٰ کہ خود نئے عہد نامے (New Testament) میں بھی بارہا نیک اعمال کی تاکید کی گئی ہے۔[18] اپنے ایک خط میں سینٹ پولس لکھتے ہیں "اے بھائیو! نیک کام کرنے میں سستی نہ کرو۔"[19] طِطُس کے نام خط میں وہ واضح کرتے ہیں کہ خدا کو صرف نیک اعمال کے ذریعے پہچانا جائے گا، لہٰذا نیک کام کرتے رہو۔[20] مزید وہ کہتے ہیں کہ عمل میں تم اپنے لیے اعلیٰ نمونہ قائم کرو تاکہ لوگ تم پر انگلی نہ اٹھا سکیں۔[21] اسی طرح یعقوب کے خط میں یہ بالکل واضح ہے کہ صرف ایمان نجات نہیں لا سکتا کیونکہ عمل کے بغیر ایمان کا کوئی فائدہ نہیں۔[22] انجیلِ جدید کی ان آیات کے علاوہ عہد نامہ قدیم میں بھی نیک اعمال پر زور دیا گیا ہے اور ان کے اجر کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ رہا گناہ اور اس کی سزا کا معاملہ تو اس سلسلے میں سلطان نے قرآنِ کریم کی مندرجہ ذیل آیت نقل کی ہے:

> وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰهُمُ النَّارُ ۭ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ [23]
>
> اور جنہوں نے نافرمانی کی ان کا ٹھکانا آگ ہے، جب وہاں سے نکلنے کا ارداہ کریں گے تو اس میں پھر لوٹا دیے جائیں گے اور انہیں کہا جائے گا آگ کا وہ عذاب چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

اس کے بعد سلطان سورۃ الزلزال کی ان آیات کی طرف اشارہ کرتا ہے

> فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَه ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَه ○[24]
>
> پھر جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا۔

اگر قرآن گناہ پر سزا کی وعید سناتا ہے تو بائبل بھی اسے ہرگز معاف نہیں کرتی۔ اسلام صرف اُس فاعل کے لیے سزا کی وعید سناتا ہے جس نے گناہ کیا لیکن بائبل انسان کو اس کے گناہوں کی سزا تیسری اور چوتھی نسل تک دیتی ہے۔ چناچہ کتابِ خروج میں خداوند کی بابت لکھا ہے کہ وہ برائی، سرکشی اور گناہ کو معاف کرتا ہے لیکن کسی صورت مجرم کو بری نہیں کرے گا؛ باپ دادا کی بدی کی سزا بچوں پر اور بچوں کے بچوں پر، تیسری اور چوتھی نسل تک ڈالے گا۔[25] ذیل میں ایک جدول دیا گیا ہے جس میں بائبل کی وہ آیات بیان کی گئی ہیں جن میں خداوند فرماتا ہے کہ وہ ہر گناہ گار کو اُس کے گناہ کے مطابق سزا دے گا؛

حوالہ	کتاب کا نام	نمبر شمار
20:5 ; 32:34	خروج	1
26:18	احبار	2

3	گنتی	14:18
4	استثنا	5:9
5	ایّوب	34:10-11
6	امثال	16:5
7	یسعیاہ	59:18
8	یرمیاہ	25:14
9	حزقی ایل	36:19؛7:27
10	انجیل متی	25:46؛23:33
11	انجیل مرقس	9:43:49
12	انجیل یوحنا	5:29
13	رومیوں	2:12
14	1 کرنتھیوں	11:29
15	یہوداہ	1:7

اوپر بیان کی گئی تمام بائبل کی آیات نیک اعمال کی تاکید کرتی ہیں اور خبر دار کرتی ہیں کہ جو گناہ کرے گا وہ سزا پائے گا۔ سلطان پال نے سورۃ الزلزال کی آیات نقل کر کے اسلام پر یہ الزام لگایا کہ وہ گناہ کے ایک ذرے کو بھی معاف نہیں کرتا لیکن انجیلِ جدید میں تو یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص گناہ کے بارے میں سوچے بھی تو اسے بھی گناہ شمار کیا جائے گا۔[26] نہ صرف یہ بلکہ بائبل کے مطابق گناہوں کی بخشش صرف خدا کی مرضی پر منحصر ہے۔ وہ جس پر چاہے رحم کرے اور جسے چاہے سزا دے۔[27]

انبیاء کی عِصمت وطہارت

انبیاء علیہم السلام خدا کے خاص بندے ہوتے ہیں جنہیں وہ انسانوں میں سے منتخب فرماتا ہے تا کہ وہ بنی نوعِ انسان کی رہنمائی کریں۔ یہ برگزیدہ ہستیاں انسانوں کو کفر و شرک کے ساتھ ساتھ معاشرتی برائیوں سے بھی نجات دلاتی ہیں۔ لہٰذا یہ نہایت ضروری ہے کہ یہ حضرات خود ہر قسم کی آلودگی اور برائی سے پاک ہوں۔ اگر ان میں ہی عیوب اور خامیاں موجود ہوں تو معاشرے کو کون پاکیزگی عطا کرے گا؟ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام شیطانی شر سے محفوظ رکھے جاتے ہیں اور قرآنِ کریم ان کی پاکیزگی، عصمت اور معصومیت کا اعلان کرتا ہے۔[28]

سلطان پال انبیاء کی عِصمت کے بارے میں چند قرآنی آیات پڑھ کر غلط فہمی کا شکار ہوا ہے۔ وہ قرآن سے حضرت آدم اور حضرت ابراہیم کی دعاؤں کا حوالہ دیتا ہے اور بخاری کی ایک حدیث بیان کرتا ہے[29]، پھر وہ نئے عہد نامے کی اُن آیات کو پیش کرتا ہے جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عصمت کا ذکر ہے تا کہ یہ ثابت کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کامل مظہرِ خدا ہیں اور اُن کے سوا تمام انبیاء گناہگار ہیں۔[30] ان حوالوں کو نقل کرنے کے بعد وہ اپنے دعوے کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے؛

"پس کافی اور شافی دلائل سے ثابت ہوا کہ بجز حضرت عیسیٰ کے اور سب بنی نوعِ انسان در حقیقت گناہگار ہیں۔[31]

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کا انبیاء کی عصمت کے بارے میں نظریہ اسلام سے بالکل مختلف ہے۔ بائبل ایک طرف نبوت کی بات کرتی ہے اور دوسری طرف ایسے واقعات بھی بیان کرتی ہے جو شانِ نبوت کے لائق نہیں ہیں۔ اس مختصر مقالہ میں ان واقعات کی تفصیل بیان کرنا ممکن نہیں، البتہ درج ذیل جدول میں بائبل کی چند آیات کی نشاندہی کی گئی ہے جو سلطان پال کے اس نظریے کو غلط ثابت کرتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ مسیح کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ یہ آیات نہ صرف انبیاء کی عِصمت، پاکیزگی اور عظمت کی گواہی دیتی ہیں بلکہ دیگر شخصیات کی بھی اور یہ اعلان کرتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے علاوہ بھی لوگ معصوم اور اللہ کے محبوب ہیں۔

حوالہ	کتاب کا نام	شخصیت کا نام	نمبر شمار
12:1-3	پیدائش	ابراہیم	1
6:9	پیدائش	نوح	2
13:3-5	قضاۃ	سیمسون	3
29:3,6,9	1 سیموئل	داؤد	4
12:24	2 سیموئل	سلیمان	5
2:32	1 سلاطین	ابنیر بن نیر	6
2:32	2 سلاطین	عماسا بن یتر	7
18:1-7	2 سلاطین	حزقیاہ	8
1:1,8 ; 2:3	ایّوب	ایّوب	9
4:8,18	دانی ایل	دانیال	10
1:6	انجیلِ لوقا	زکریا اور اُن کی زوجہ	11
1:13-15	انجیلِ لوقا	یوحنا	12
2:25	انجیلِ لوقا	شمعون	13
10:22	اعمال	کرنیلیُس سپہ سالار	14
6:11	1 کرنتھیوں	حضرت عیسیٰ کے حواری	15
2:7-8	2 پطرس	لوط علیہ السلام	16

حضرت عیسیٰ مسیح کی شخصیت اور بائبل کی آراء

مندرجہ بالا جدول اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ سُلطان کا دعویٰ درست نہیں، کیونکہ خود بائبل ان ہستیوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ بھی نیک اور پاکیزہ قرار دیتی ہے۔ اب عہد نامہ جدید کے چند حوالوں کی طرف رجوع کرتے ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ مسیح اور آپ کے حواری معصوم نہیں ہیں بلکہ گناہگار ہیں۔

حوالہ نمبر 1

گلتیوں کے نام خط میں سینٹ پولُس نے حضرت عیسیٰ مسیح پر لعنت کی ہے۔ وہ خط میں لکھتا ہے

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

مسیح جو ہمارے لِئے لعنتی بنااُس نے ہمیں مول لے کر شرِیعَت کی لعنت سے چھُڑایاکیُونکہ لِکھاہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیاوہ لعنتی ہے۔[32]

کسی مسلمان کے لیے یہ بات ناقابلِ تصور ہے کہ وہ خدا کے کسی نبی کے بارے میں اس طرح کے الفاظ بولنے کی جسارت کرے، لیکن یہ آیت دراصل سُلطان پال کے مؤقف کے رد میں پیش کی گئی ہے۔ اگر خود ایک حواری یسوع مسیح پر لعنت بھیج رہا ہے تو پھر اُن کی معصومیت وعصمت کس طرح ثابت کی جا سکتی ہے۔ پھر اُن کو کیسے کامل مظہر خدا مانا جاسکتا ہے۔

حوالہ نمبر2

اِس لِئے کہ جو کام شرِیعَت جِسم کے سبب سے کمزور ہو کر نہ کر سکی وہ خُدا نے کِیایعنی اُس نے اپنے بیٹے کو گُناہ آلُودہ جِسم کی صُورت میں اور گُناہ کی قُربانی کے لِئے بھیج کر جِسم میں گُناہ کی سزا کا حکم دِیا۔[33]

یہ عبارت سینٹ پولُس کے اُس خط سے لی گئی ہے جو انہوں نے رومیوں کے نام لکھا۔ ان الفاظ میں صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ خدا نے یسوع کو گناہ آلود جسم کے ساتھ بھیجا۔ پس وہ شخص جو خود گناہوں کی آلودگی میں لپٹا ہوا ہے، بھلا کس طرح دوسروں کے لیے مغفرت کا وسیلہ بن سکتا ہے۔

حوالہ نمبر3

انجیل لوقا میں حضرت عیسیٰ مسیح کی بابت لکھا ہے؛

مَیں زمِین پر آگ بھڑکانے آیاہُوں اور اگر لگ چُکی ہوتی تو مَیں کیاہی خُوش ہوتا۔ لیکن مُجھے ایک بپتسمہ لینا ہے اور جب تک وہ نہ ہولے مَیں بہُت ہی تنگ رہُوں گا۔ کیاتُم گُمان کرتے ہو کہ مَیں زمِین پر صُلح کرانے آیاہُوں؟ مَیں تُم سے کہتاہُوں کہ نہیں بلکہ جُدائی کرانے۔کیُونکہ اَب سے ایک گھر کے پانچ آدمی آپس میں مُخالفت رکھّیں گے۔ دو سے تِین اور تِین سے دو۔ باپ بیٹے سے مُخالفت رکھّے گا اور بیٹا باپ سے۔ ماں بیٹی سے اور بیٹی ماں سے۔ ساس بہو سے اور بہو ساس سے۔[34]

انجیل لوقا کی یہ آیات واضح طور پر بیان کرتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ مسیح دنیا میں جنگ برپا کرنے اور آگ بھڑکانے کے لیے آئے۔ پھر ایک عیسائی کس طرح اُن کی معصومیت کا دعویٰ کر سکتا ہے جب کہ وہ خود دنیا میں آگ لگانے اور لوگوں کے درمیان لڑائی ڈالنے کے ارادے سے آئے تھے۔

حوالہ نمبر4

اُس نے پھِر کر پطرس سے کہااَے شَیطان میرے سامنے سے دُور ہو۔ تُو میرے لِئے ٹھوکر کا باعِث ہے کیُونکہ تُو خُدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال رکھتا ہے۔[35]

پطرس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اُن شاگردوں میں سے ایک ہیں جن کے بارے میں مسیحیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ اُن پر رُوحُ القدس کا نزول ہوا اور وہ رسول بنائے گئے۔ لیکن اسی آیت میں حضرت عیسیٰ مسیح نے اُسے شیطان کہا ہے۔ کیا شیطان پر بھی روحُ القدس کا نزول ہو سکتا ہے؟ یہ بات مسیحیت میں تو ممکن سمجھی جا سکتی ہے لیکن اسلام میں اس کی کوئی گنجائش اور تصور موجود نہیں۔ لہٰذا عہد نامہ جدید کی یہ آیات اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ نہ حضرت عیسیٰ مسیح معصوم تھے اور نہ ہی ان کے حواری۔

عِصمتِ انبیاء اور اسلامی نقطۂ نظر

اب ہم اُن آیات اور احادیث کی طرف آتے ہیں جنہیں سُلطان نے اپنے دعوے کی بنیاد بنایا ہے اور ان آیات کے پس منظر میں اصل حقیقت کو واضح کرتے ہیں۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

1۔ انبیاء کی عصمت کے بارے میں اسلام کا موقف بالکل واضح ہے۔ اگر کسی قرآنی آیت میں انبیاء سے متعلق کسی خطا یا لغزش کا ذکر آیا ہے تو ان آیات کی ایسی تعبیر کی جائے گی کہ انبیاء کی پاکیزہ شخصیت پر کوئی داغ نہ لگے اور وہ بلند مرتبہ جو اللہ تعالیٰ نے انہیں تمام انسانیت میں عطا فرمایا ہے، اپنی اصل حیثیت میں بحال رہے ۔

2۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوّا دنیا کے پہلے انسان تھے۔ اُنہیں ہی اپنی آئندہ نسل کی تربیت کرنی تھی۔ لہٰذا اس آیت کے ذریعے یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو فوراً اللہ کے حضور توبہ کرو کیونکہ توبہ انسان کو اللہ کی رحمت تک پہنچا دیتی ہے۔ پس ان دونوں کی توبہ اور دعائے مغفرت دراصل ہماری تربیت کے لیے ہے۔

3۔ تیسری بات یہ کہ خود قرآن کریم نے وضاحت کی ہے کہ حضرت آدم سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا بلکہ وہ بھول گئے تھے اور بھول جانا گناہ نہیں ہے۔[36]

4۔ حضرت ابراہیم کی دعا درحقیقت اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی، انکساری اور اطاعت کا اظہار ہے۔ قرآنِ مجید کی وہ آیات جن میں انبیاء کی مغفرت کی دعاؤں کا ذکر آیا ہے، ان کا مفہوم مختلف ہے۔ مغفرت کی دعا کا مطلب یہ نہیں کہ ان سے کوئی حقیقی گناہ صادر ہوا تھا جس کی بخشش طلب کی جا رہی ہے بلکہ ایسی دعائیں دراصل اُمّت کی تربیت کے لیے ہوتی ہیں۔

جہاں تک اُس حدیثِ بخاری کا تعلق ہے جسے سُلطان نے بطورِ دلیل پیش کیا ہے، تو اُس نے صرف اس حدیث کا آخری جملہ نقل کیا ہے جو اُس کے مؤقف کو ثابت کرتا ہے۔ وہ جملہ یہ ہے

اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ[37]

اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور ژالہ (اولوں) سے دھو دے

اس جملے سے اُس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ چونکہ رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کی ہے لہٰذا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ معصوم نہیں تھے۔ اس کے متعلق چند جوابات درج ذیل ہیں۔

1۔ یہ حدیث بخاری کی کتابُ الأذان کے باب نمبر 89 سے لی گئی ہے جس کا عنوان ہے، "مَا يَقُولُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ "یعنی تکبیر کے بعد کیا کہا جائے۔ اس حدیث کا باب خود اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ تکبیر کے بعد کیا پڑھا جائے گا اور حضرت ابوہریرہ جو اس حدیث کے راوی ہیں صرف وہی دعا بیان کر رہے ہیں جو رسولِ اکرم ﷺ نے تکبیر کے بعد پڑھی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دعا اُمت کی تعلیم کے لیے سکھائی گئی تھی تاکہ لوگ اپنی نماز کی ابتداء اسی دعا سے کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے زندگی کے ہر مرحلے پر اُمت کو دعائیں سکھائیں تاکہ بندے کا اپنے رب کے ساتھ تعلق ہمیشہ مضبوطی کے ساتھ قائم رہے۔ لیکن سُلطان پال نے اس حدیث کے صرف ایک جملے کو نقل کر کے بے بنیاد اعتراض کھڑا کیا۔

2۔ خود نیا عہد نامہ بھی عبادت و ریاضت کی ترغیب دیتا ہے اور حضرت عیسیٰ مسیح دعا پر خاص زور دیتے ہیں۔ انجیلِ متی میں لکھا ہے

اور جو کُچھ دُعا میں اِیمان کے ساتھ مانگو گے وہ سب تُم کو مِلے گا۔[38]

اور انجیلِ مرقس میں نقل کیا گیا ہے کہ

اِس لِئے مَیں تُم سے کہتا ہُوں کہ جو کُچھ تُم دُعا میں مانگتے ہو یقِین کرو کہ تُم کو مِل گیا اور وہ تُم کو مِل جائے گا۔[39]

اسی طرح عیسیٰ مسیح کے شاگرد یعقوب نے اپنے خط میں گناہوں کی مغفرت کے لیے دعا کرنے کی ترغیب دی۔[40] پولُس رسول نے عبرانیوں اور تھسلُنیکیوں کے نام اپنے خطوط میں لوگوں سے اپنے لیے دعا کی درخواست کی۔[41] آخر وہ کیسا رسول ہے جسے خود دوسروں کی دعاؤں کی ضرورت پیش آتی ہے؟ مزید یہ کہ رسول یوحنا نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا۔ حضرت عیسیٰ مسیح نے اپنے شاگردوں کو یہ تعلیم دی کہ وہ کس طرح دعا کریں۔ چنانچہ انجیلِ لوقا میں درج ہے

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

پھر اَیسا ہُوا کہ وہ کِسی جگہ دُعا کر رہا تھا۔ جب کر چُکا تو اُس کے شاگردوں میں سے ایک نے اُس سے کہا اَے خُداوند! جَیسا یُوحنّا نے اپنے شاگردوں کو دُعا کرنا سِکھایا تُو بھی ہمیں سِکھا۔ اُس نے اُن سے کہا جب تُم دُعا کرو تو کہو اَے باپ تیرا نام پاک مانا جائے۔ تیری بادشاہی آئے۔ ہماری روز کی روٹی ہر روز ہمیں دے۔ اور ہمارے گُناہ مُعاف کر کیُونکہ ہم بھی اپنے ہر قرضدار کو مُعاف کرتے ہیں اور ہمیں آزمایش میں نہ لا۔[42]

نئے عہد نامہ کی ان آیات پر غور کیجیے جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ دعا کر رہے ہیں کہ اللہ اُن کے گناہوں کو معاف فرمادے۔ اگر صرف اسی آیت کو کسی عیسائی کے سامنے پیش کر کے یہ کہا جائے کہ عیسیٰ مسیح اپنے ہی گناہوں کی بخشش طلب کر رہے ہیں تو کیا کوئی عیسائی اس بات کو تسلیم کرے گا؟ ہر گز نہیں۔ تو پھر مسلمان کس طرح ہزاروں احادیث میں سے ایک جملہ لے کر سُلطان کے دعوے کو صحیح مان سکتے ہیں؟ جس طرح حضرت عیسیٰ مسیح اور اُن کے حواریوں نے دعا کرنے کا طریقہ سکھایا (جسے سُلطان پال نے سمجھا ہی نہیں)، اُسی طرح رسولِ اکرم ﷺ نے بھی اس حدیث میں اپنی اُمت کو ایک دعا تعلیم فرمائی ہے۔

حاصل کلام

اسلام میں انبیاء علیہم السلام کی عِصمت ایک بنیادی عقیدہ ہے جس پر قرآن و سنت دونوں واضح اور قطعی دلائل فراہم کرتے ہیں۔ قرآنِ مجید صاف الفاظ میں بیان کرتا ہے

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ[43]

یعنی نبی اکرم ﷺ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے بلکہ جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں وہ محض وحی الٰہی ہوتا ہے۔ یہ آیت خود اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ انبیاء ہر طرح کی خطا اور لغزش سے محفوظ ہوتے ہیں کیونکہ وحی الٰہی براہِ راست ان کی رہنمائی کرتی ہے۔ اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا ہے

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ[44]

بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے۔

مفسرین نے اس آیت کی روشنی میں واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو گناہ اور معصیت سے محفوظ رکھا ہے۔ جہاں تک قرآن میں انبیاء کی طرف استغفار یا دعا منسوب کی گئی ہے وہ دراصل ان کی تواضع، انکسار اور اُمت کی تعلیم و تربیت کے لیے ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ دراصل آنے والی نسلوں کے لیے ایک سبق ہے کہ اگر انسان سے بھول یا خطا ہو تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں، اور رسول اکرم ﷺ کا استغفار کرنا سب اُمت کے لیے عملی نمونہ ہیں تاکہ لوگ اپنے رب کے حضور گڑگڑائیں اور اس کی مغفرت کے طلبگار رہیں۔

بائبل میں بھی اسی نوعیت کی دعائیں ملتی ہیں لیکن وہاں کے مفسرین انہیں حقیقی گناہ پر محمول کرتے ہیں جبکہ اسلام میں یہ تصور بالکل غیر معقول ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا

مَّا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِن دُونِ اللَّهِ[45]

کسی بشر کے لائق نہیں کہ اللہ اسے کتاب، حکم اور نبوت عطا کرے اور پھر وہ لوگوں کو اپنی عبادت کی طرف بلائے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء معصیت سے بالکل پاک اور صرف اللہ کی اطاعت کے داعی ہوتے ہیں۔

لہٰذا سلطان پال کا یہ دعویٰ کہ چونکہ انبیاء نے استغفار کیا یا دعا مانگی تو وہ معصوم نہیں رہے سراسر علمی مغالطہ اور کم فہمی ہے۔ دعا اور استغفار انبیاء کے لیے ایک عبادتی عمل اور امت کی تعلیم کا ذریعہ ہے نہ کہ ان کی عصمت کے منافی کوئی دلیل۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اسلام میں انبیاء کی عصمت ایک عقیدۂ محکم ہے، جس کی جڑیں قرآن، سنت اور اجماعِ اُمت میں پیوست ہیں۔ بائبل کے متون کو بھی اگر صحیح تناظر میں دیکھا جائے تو وہ بھی اس حقیقت کی تائید کرتے ہیں کہ انبیاء انسانیت کے لیے پاکیزگی، ہدایت اور اطاعتِ الٰہی کی روشن مثال ہیں۔ اس طرح سلطان پال کا مؤقف نہ صرف اسلامی عقیدہ کے خلاف ہے بلکہ بائبل کی اصل تعلیمات سے بھی متصادم ہے۔

[1] پال، سلطان محمد، انسانِ کامل یا مظہر خدا، 1925، ص۔ 11

[2] ایضاً، ص۔ 6-7

[3] ایضاً، ص۔ 12

[4] انجیل یوحنا، 11:14

[5] ایضاً، 12:14

[6] ایضاً، 30:10

[7] انجیل یوحنا، 10:32-31؛ احبار، 24:16-15

[8] القرآن، 28:30؛ خروج، 3:5-2

[9] خروج، 24:16-15

[10] ایضاً، 14:24

[11] القرآن، 3:59؛ پیدائش، 2:7

[12] القرآن، 38:75؛ پیدائش، 1:27-26

[13] انجیل لوقا، 1:35-34

[14] القرآن، 3:45

[15] پیدائش، 2:21

[16] القرآن، 2:260

[17] پال، سلطان محمد، میں کیوں مسیحی ہو گیا، ص۔ 14-15

[18] انجیل مرقس، 5:16

[19] 2 تھسلنیکیوں، 3:12-13

[20] ططس، 1:15-16

[21] ایضاً، 2:7-8

[22] یعقوب، 2:14

[23] القرآن، 32:20

[24] ایضاً، 99:7-8

[25] خروج، 34:7

[26] انجیل متی، 5:27-28

[27] القرآن، 15:39-40؛ 6:84-87

[28] ایضاً،39:15-40؛84:6-87
[29] ایضاً،23:7؛ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب۔89، حدیث۔744
[30] انجیل یوحنا،46:8،2 کرنتھیوں،21:5،1 پطرس،22:2،1 یوحنا،5:3
[31] پال، سلطان محمد، میں کیوں مسیحی ہو گیا، ص۔18
[32] گلتیوں،13:3
[33] رومیوں،3:8
[34] انجیل لوقا،12:53-49
[35] انجیل متی،23:16
[36] القرآن،115:20
[37] محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب۔89، حدیث۔744
[38] انجیل متی،22:21
[39] انجیل مرقس،24:11
[40] یعقوب،16:5
[41] 1 تھسلنیکیوں،25:5؛ عبرانیوں،18:13
[42] انجیل لوقا،1:4-11
[43] القرآن،3:53-4
[44] ایضاً،24:12
[45] ایضاً،79:3